ایک حیرت انگیز معجزہ سمجھتے تھے حتی کہ صرف اس کی زیارت کیلئے سلطان جوہر شاہ (۸۲۳ھ) (۱۴۲۰ء) کی والدہ ہرات سے سمرقند آئیں۔[۵۱]

فاطمیوں کے دور میں حاکم بامر اللہ نے مقطم وسہاز پر ایک رصدگاہ تعمیر کروانے کا حکم دیا تھا اس کے علاوہ اور بھی رصدگاہیں تھیں جیسے کہ رصدگاہ شرف الدولہ اصفہان میں رصدگاہ دینوری، رصدگاہ بیرونی اور شام میں رصدگاہ بتانی اور رصدگاہ ابن شاطر۔[۵۲]

یوروپ میں اطالوی ماہر فلکیات گیلیلو کے (۱۰۱۸ھ ۱۶۰۹ء) پہلی بار فلکیاتی دوربین (ٹیلسکوپ) بنانے کے بعد رصدگاہوں کی طرف توجہ دی جانے لگی۔ گیلیلو نے اپنی دوربین سے چاند کی سطح کا انکشاف کیا۔ اور اس بات کا انکشاف کیا کہ کہکشاں میں لاتعداد ستارے ہیں۔

شاہ ڈنمارک نے ۱۶۳۷ء (۱۰۴۷ھ) میں کوپنہاگن کی رصدگاہ بنوائی اس کے بعد ۱۶۶۷ء (۱۰۷۸ھ) میں پیرس کی رصدگاہ اور ۱۶۷۵ء (۱۰۸۶ھ) میں گرینچ کی رصدگاہ تعمیر ہوئی اس کے بعد ذاتی اور عام رصدگاہیں کثرت سے بنائی گئیں۔ مشہور رصدگاہوں میں کالیفورنیا کی رصدگاہ جبل المرہ ہے جس میں سب سے بڑی عکس انداز دوربین ہے کالیفورنیا کی رصدگاہ اور ڈیلیولن رصدگاہ مکڈانلڈ رصدگاہ وغیرہ یہ سب امریکا میں ہیں۔ اس کے علاوہ فرانس کی مرسلی رصدگاہ۔ اسکاٹ لینڈ کی اڈنبرہ رصدگاہ، اور روس کی بالکوا رصدگاہ اور ارجنٹائنا لابلاتا رصدگاہ، اور اسٹریلیا کی کانبرا رصدگاہ، جنوبی ہند میں کوڈی کونال کی رصدگاہ اور افریقہ کی جوہانسبرگ رصدگاہ دوسری ترنسوال کی رصدگاہ اور میکسیکو میں تولان زتلا کی رصدگاہ۔ ان میں بعض رصدگاہیں دوسری جنگ عظیم میں برباد ہوگئیں۔

---

[۵۱] الموسوعۃ المیسرۃ ص ۱۶۰۳

[۵۲] تاریخ بخاری ص ۲۶۸

محمد ثانی حسنی نے تنویر پریس لکھنؤ میں چھپوا کر دفتر رضوان ۳۷ گوئن روڈ لکھنؤ سے شائع کیا۔

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ
اور اللہ کی رضامندی سب سے بڑی چیز ہے

ماہنامہ

رضوان

مسلم خواتین کا دینی ترجمان

دفتر ماہنامہ "رضوان" لکھنؤ

R. No 2416-57 L/W NP 58

MONTHLY **RIZWAN LUCKNOW**

انسان کی تلاش

مذہب یا تہذیب

حسن معاشرت

مکتبہ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ

Only Cover Printed Azo Printers Aminabad Lucknow
AGUST 1978

بیادگار آمۃ اللہ تسنیم

مسلم خواتین کا دینی ترجمان

ماہنامہ

رضوان

لکھنؤ

جلد (۲۲) ستمبر ۱۹۷۸ء مطابق شوال المکرم ۱۳۹۸ھ نمبر (۹)

مدیر — معاونین

محمد ثانی حسنی ○ امامہ حسنی میمونہ حسنی

فی پرچہ .... ایک روپیہ

سالانہ چندہ .... دس روپیہ

ممالک غیر بشمول پاکستان .... ڈیڑھ پاؤنڈ

ماہنامہ رضوان، گوئن روڈ لکھنؤ

کیا اور کہاں

رمضان کے بعد	۳	محمد ثانی حسنی
نیکی کا حکم دینا برائی سے روکنا	۵	مولانا عبدالرحیم متالا
حدیث کی روشنی میں	۷	امۃ اللہ تسنیم
اللہ اکبر	۹	ساجد لکھنوی
دعا اور صاحب دعا	۱۰	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
پردہ قرآن وحدیث کی روشنی میں	۱۴	عائشہ صدیقی
اے رحمت دو عالم	۱۷	امۃ اللہ تسنیم
مال	۱۸	محمد واصل عثمانی
حسد اور اس کے نقصانات	۲۳	امام غزالی
حضرت اسماء بنت یزید	۲۵	مولانا سعید انصاری
خانہ خراب بیوی	۲۸	محمود شیت ترجمہ سید محمد ادریس ندوی
چھ منظر	۳۲	عائشہ خیری
حضرت خواجہ باقی باللہ رح	۳۶	مولانا نسیم احمد فریدی
رصدگاہیں	۳۸	سیدہ مریم حسینی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رمضان کے بعد

محمد ثانی حسنی

رضوان کا یہ شمارہ آپ کے ہاتھوں میں ہے اور رمضان کا مبارک مہینہ ختم ہو چکا ہے کتنے خوش نصیب ہیں وہ بھائی بہن جنھوں نے اس پر عظمت مہینہ کی قدر کی اور عبادت وتلاوت روزہ اور قیام میں یہ مبارک مہینہ گزارا اور اپنی مغفرت کا سامان مہیا کیا۔ رمضان مبارک کے پہلے عشرہ میں جو عشرہ رحمت کہلاتا ہے خدا کی رحمتوں کے مستحق ہوئے اور دوسرے عشرہ میں عشرہ مغفرت کہلاتا ہے عبادت وتلاوت اور نیکیوں کے کرنے، برائیوں سے بچنے اور اللہ کی راہ میں جود وسخا کے ذریعہ اپنے گناہوں کو معاف کرایا اور آخری عشرہ میں جو آگ سے نجات کا عشرہ کہلاتا ہے جس میں لیلۃ القدر جیسی مبارک رات آتی ہے شب وروز رضائے الٰہی کی طلب سحر خیزی، شب بیداری، قرآن کی بہ کثرت تلاوت، کلمہ، استغفار و درود شریف کی کثرت سے اپنے کو جنت کا مستحق بنایا اور رمضان مبارک کی آخری شب میں خدا کی طرف سے انعام واکرام سے اپنی جھولی بھری، بہرحال یہ مبارک مہینہ تو گیا اور اپنے ساتھ خیر وبرکت کے سامان بھی لیتا گیا۔ ممکن ہے کہ رضوان بعض پڑھنے والوں کے ہاتھوں میں ایسے وقت پہونچ جائے جب رمضان کی آخری تاریخ ہو یا دو ایک دن اس کے جانے میں باقی ہوں یا عید کی خوشی ومسرت کی گھڑیاں ہوں ان کے لئے بھی اور جن کے ہاتھوں

میں رمضان بعد رضوان پہونچے ان کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ رمضان مبارک کے اعمال کی یاد تازہ رکھیں اور یاد رکھیں کہ رمضان صرف ۲۹ - ۳۰ دن کے لئے نہیں آتا بلکہ پوری زندگی اور پورے سال کو بنانے اور مسلمان کو صحیح راستہ پر لگانے اور چلتے رہنے کی مشق کرانے آتا ہے اگر کوئی یہ جاننا چاہے کہ اس کا رمضان صحیح گزرا یا نہیں اس کے لئے باعث عفو کرم بنا یا نہیں اس کی عبادت وتلاوت قبول ہوئی کہ نہیں ؟ وہ یہ دیکھ لے کہ بعد رمضان والی زندگی کیسی گزر رہی ہے، اگر خدا کا خوف، عبادت کا ذوق، نمازوں کا اہتمام، برائیوں سے بچنے کا ارادہ اور عزم اور اس پر عمل برقرار رہے تو اس کو خوش ہونا چاہئے اور خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس کا رمضان اس کے لئے بہت مبارک ثابت ہوا اور سراپا خیر بنا۔

اللہ تعالی ہم سب کو توفیق دے کہ اس مبارک مہمان کی قدر کریں اور یہ جو تحفے دے کر گیا ہے ان تحفوں کی قدر کریں یعنی اپنی زندگی کی گاڑی کو خدا اور رسول ﷺ کے بتلائے ہوئے اور دکھلائے ہوئے راستہ پر ڈال دیں نمازوں کا اہتمام کریں قرآن شریف کی تلاوت کرتے رہیں، غیبت سے چغلی سے برے کاموں اور بری باتوں سے اپنی نگاہوں کو، کانوں کو، زبانوں کو، دماغوں کو، دلوں کو ہاتھوں اور پیروں کو بچائیں اور جو غلطی سرزد ہو جائے فوراً توبہ واستغفار کر کے خدا کو راضی کریں۔ یہ ہے رمضان مبارک کا سبق اور اس کا انمول تحفہ اور یہی ہے ایک راست گو، حق شعار اور ایمانداری کا کردار، اللہ تعالی رمضان مبارک کو ہماری زندگی میں بار بار لائے اور اس کی صحیح قدر وقیمت پہچاننے کی توفیق بخشے۔

قرآن آپ سے مخاطب ہے

مولانا عبدالرحیم منالا

نیکی کا حکم دینا، برائی سے روکنا

○

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

(آل عمران ع ۱۲)

(ترجمہ) تم سب سے بہتر امت ہو جو لوگوں کے لئے باہر لائی گئی ہو اچھی بات کا حکم دیتے ہو اور بری بات سے روکتے ہو

مذہب اسلام میں فریضہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بہت زیادہ اہمیت ہے یہی وہ فریضہ ہے جس کے لئے دنیا میں ایک ضعیف روایت کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کو حق تعالے نے مبعوث فرمایا اور اللہ کے آخری اور برگزیدہ پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد اس عمل کی ذمہ داری امت محمدیہ پر ڈالی گئی اور اسی لئے اس امت کو خیر الامم کا لقب عطا کیا گیا۔

چونکہ ہمارے نبی سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب رسولوں سے افضل و اشرف ہیں اس لئے ان کی امت بھی تمام امتوں سے افضل و اعلیٰ ہے اور اس کا طرۂ امتیاز قرآن کریم نے یہی بتلایا ہے کہ فریضہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا انجام دیتی رہے جس کا حاصل یہ ہے کہ خود درست ہو کر دوسروں کو درست کرے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا مفہوم بہت ہی وسیع ہے منکرات میں کفر و شرک، بدعات، رسوم قبیحہ، فسق و فجور اور ہر قسم کی بداخلاقی اور نامعقول باتیں شامل ہیں اور ایسے

روکنا بھی کئی طرح سے ہے کبھی ہاتھ سے کبھی زبان سے کبھی قلم سے کبھی تلوار سے، غرض ہر قسم کی کوشش جو اعلا کلمۃ اللہ کے لئے کیجائے وہ اس میں داخل ہے پس اس ملت کا یہ وصف خاص ہے کہ اس کا ہر فرد خود دیندار ہو اور دوسروں کو دین کی طرف دعوت دینے والا ہو، اگر یہ بات حاصل ہے تو اسے خیر الامم کا شرف بھی حاصل ہے نیز دنیا میں بھی عزت و سربلندی کا ذریعہ ہے، چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ جب تک مسلمانوں میں یہ وصف باقی رہا اور وہ اس پر کاربند رہے تو دنیا میں بھی سرخرو و سربلند رہے اور جب امت نے اپنے اصل مقام اور مرکز اور اہم مقصد کو چھوڑ کر قعر و ذلت میں گر گئی اور ایسی گری کہ کوئی طاقت کوئی تجویز، کوئی کوشش، کوئی تدبیر، اس کو عزت اور بلندی کا مقام نہ دلا سکی اور اس میں کوئی استعجاب نہیں اسلئے کہ دنیا کا بھی دستور ہے جب کوئی شے اپنے مقصد حیات کو چھوڑ دیا کرتی ہے وہ بے قدر و قیمت ہو جایا کرتی ہے مثلاً ایک بلب جب تک روشنی دیتا ہے اور اپنی صفت تنویر پر قائم رہتا ہے تو اس کی قدر و قیمت ہوتی ہے لیکن جونہی اس کی یہ صفت ختم ہو جائے اور وہ بے نور ہو جائے روشنی دینے کے قابل نہ رہے ویسے ہی وہ بے قیمت ہو جاتا ہے کوئی شخص ایک پیسے میں اسے خریدنے کے لئے تیار نہ ہوگا یہی حال اس امت کا ہو گیا ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ابو درداءؓ فرماتے ہیں کہ تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ضرور کرتے رہو ورنہ حق تعالیٰ شانہ تم پر ایسا ظالم حاکم مسلط کر دیگا جو تمہارے بڑوں کی عزت نہ کریگا اور چھوٹوں پر رحم نہ کریگا اور اس کے خلاف تمہارے برگزیدہ لوگ بددعا کریں لیکن ان کی دعا قبول نہ ہوگی اور تم مدد طلب کروگے لیکن تمہاری مدد نہ کی جائے گی اور تم استغفار کروگے مگر تمہارا استغفار قبول نہ کیا جائے گا۔

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم میں سے جو شخص بھی کسی ناجائز امر کو دیکھے تو اس کو چاہئے کہ اس کو ہاتھ سے روکے اگر اس کی طاقت نہ ہو

(باقی صفحہ پر)

حدیث کی روشنی میں

امۃ اللہ تسنیم

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دن میں ستر ستر اور سو سو مرتبہ توبہ اور استغفار کرتے تھے

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے کہ خدا کی قسم میں اللہ سے بخشش چاہتا ہوں اور دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ توبہ کرتا ہوں۔ (بخاری)

حضرت اغرّ بن یسارؓ المزنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو اللہ سے توبہ کرو اور بخشش چاہو، بیشک میں دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔ (مسلم)

اللہ کی خوشی بندے کی توبہ سے

حضرت ابو حمزہؓ انس بن مالکؓ الانصاری خادم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کی توبہ سے اتنا خوش ہوتا ہے جیسا کہ وہ سوار جس کی سواری مع کھانے پانی کے کسی چٹیل میدان میں کھو جائے اور وہ مایوس ہو کر ایک درخت کے نیچے سو جائے، جب آنکھ کھلے تو دیکھے کہ وہ سواری کھڑی ہے پس وہ سوار لگام پکڑے خوشی کی شدت میں یوں کہنے لگے کہ اے اللہ تو میرا بندہ ہے میں تیرا رب ہوں، اور یہ غلطی انتہائی مسرت میں اس سے صادر ہوئی۔

توبہ کا دروازہ قیامت تک کے لئے کھلا رہے گا۔

حضرت ابو موسیٰ الاشعریؓ سے روایت ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ رات کو پھیلاتا ہے تاکہ دن کا گنہگار توبہ کرے اور اپنا ہاتھ دن کو پھیلاتا ہے تاکہ رات کا گنہگار توبہ کر لے یہاں تک کہ سورج اپنے ڈوبنے کی جگہ سے نکلے۔

(مسلم)

سکرات تک توبہ ممکن ہے

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بن الخطابؓ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ مومن بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک کہ خرخراہٹ شروع نہ ہو۔

(ترمذی)

توبہ کا دروازہ بڑا وسیع ہے سورج کے مغرب کی طرف سے نکلنے کے وقت تک کھلا رہے گا

حضرت زر بن حبیش سے روایت ہے کہ میں صفوان بن عسال کے پاس آیا اور میں نے چمڑے کے موزہ پر مسح کرنے کے متعلق دریافت کیا انھوں نے کہا اے زر تم کو کون سی حاجت مجھ تک لائی میں نے کہا تلاش علم۔ انھوں نے کہا اس طالب علم کے لئے جو علم کی طلب میں نکلے فرشتے اپنے دونوں بازو پھیلا دیتے ہیں، میں نے کہا پائخانہ پیشاب کے بعد چمڑے کے موزے پر مسح کرنے کے متعلق میرے دل میں کھٹک ہے آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں ہیں، اس لئے میں آپ سے پوچھنے آیا ہوں۔ کیا آپ نے اس کے بارے میں کچھ سنا ہے؟ کہا ہاں ہاں جب ہم مسافرت میں ہوتے تو ہم کو حکم دیتے کہ تین دن اور تین راتیں چمڑے کے موزے پائخانہ پیشاب اور سونے کے بعد اتارنے کی ضرورت نہیں (اس پر مسح کر لینا کافی ہے) سوائے جنابت کی صورت میں (اس میں اتارنا چاہئے)

میں نے کہا کیا آپ نے محبت کے متعلق کچھ سنا ہے؟ کہا ہاں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

اللہ اکبر

ساجد لکھنوی

مدینے کے دن رات اللہ اکبر — وہ ارضِ عنایات اللہ اکبر
حبیب خدا تم ہو خیر الوریٰ تم — تمہارے خطابات اللہ اکبر
مقدر سے ہو جائے محشر میں آقا — جو تم سے ملاقات اللہ اکبر
خدا نے بلایا تمھیں پاس اپنے — وہ معراج کی رات اللہ اکبر
قبول آپ فرمائیں گر میرے آقا — یہ اشکوں کی سوغات اللہ اکبر
برستی ہیں ہر سو گھٹا رحمتوں کی — مدینے کی برسات اللہ اکبر
صحابہؓ کو دیکھو فدا ہو رہے ہیں — صحابہؓ کے جذبات اللہ اکبر
غلام اور آقا ہوئے سب برابر — یہ حسنِ مساوات اللہ اکبر
خدا کی قسم حاصلِ زندگی ہیں — مدینے کے لمحات اللہ اکبر
نگاہوں میں ساجد کی اشکوں کے تحفے
لبوں پر مناجات اللہ اکبر

دُعا اور صاحبِ دُعا

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ

قرآن و حدیث کی دعاؤں کے پڑھنے، اُن کے اسلوب اور الفاظ پر غور کرنے اور دعا مانگنے والے کے حالات و معمولات، اس کا شوقِ دعا اور سرگوشی، اس کا انہماک و لذت معلوم کرنے کے بعد ہر منصف یہ نتیجہ نکالے گا۔

(۱) ان دعاؤں کا مانگنے والا بہت بڑا روحانی شخص تھا جس کا خدا سے خاص تعلق تھا اس کو اس کی یاد میں مزہ آتا تھا اور اس کی یاد سے بیقرار رہتا تھا۔ اس کو خدا سے بات کرنے کا خاص ڈھنگ تھا اس کو اس پر بہت بھروسہ تھا اور اس کی رحمت کا یقین تھا۔

(۲) وہ مخلص ضرور تھا اس لئے اس کو دنیا سے زیادہ آخرت کی طلب اور جسم اور دنیا کی دولت سے روح اور دل، اللہ کی مغفرت اور رحمت اس کے ثواب کی فکر رہتی ہے وہ رات کی تاریکیوں اور خاموشیوں میں دعا کرتا ہے اور روتا ہے پیشانی خاک پر رکھتا ہے اور اس کو لوگوں کے دیکھنے اور سننے کی کوئی فکر نہیں بلکہ اس سے چھپانا چاہتا ہے حضرت عائشہ رضی کی آنکھ رات کو کھل جاتی ہے، دیکھتی ہیں کہ بستر خالی ہے خیال ہوتا ہے کہ شاید کسی بیوی کے حجرہ میں تشریف لے گئے ہیں، ٹٹولتی ہیں تو ہاتھ پیر پر پڑتا ہے اور پیشانی خاک پر ہے۔ آپ سجدہ میں اور دعا میں مصروف ہیں

پیاری بیٹی فاطمہ کے پانی بھرتے بھرتے اور گھر کا کام کرتے کرتے ہاتھ پر نشان پڑ

گئے ہیں، باپ دنیا کا شہنشاہ ہے، لیکن جیسا کہ جب لونڈی غلاموں کی آمد سن کر عرض کرتی ہیں کہ ایک خدمت گار مجھے مل جائے اور ہاتھ اور بدن کے نشانات دکھاتی ہیں تو فرماتے ہیں کہ میں تمھیں ایک خدمت گار سے بھی اچھی چیز بتاؤں، سوتے وقت یہ پڑھ لیا کرو۔

بدر کے میدان میں فوجیں صف آرا ہیں لیکن قائد کس عالم میں ہے، ہاتھ خدا کے سامنے پھیلے ہوئے ہیں، چادر شانوں سے گر گئی ہے اور کہہ رہا ہے اللہ اپنا وعدہ پورا کر، اگر یہ مارے گئے تو دنیا میں تیری یکتائی کی منادی کرنے والا کوئی نہیں رہے گا۔

طائف سے اس حال میں واپس ہو رہا ہے کہ ٹخنے ظالموں کے پتھروں سے زخمی ہیں اور دل ان کے سلوک سے شکستہ ہے بڑی امیدیں لے کر گیا تھا اور بڑی حسرت سے واپس آرہا ہے لیکن زبان سے یہ الفاظ نکلتے ہیں۔

"الٰہی اپنی کمزوری، بے چارگی اور ذلت کی تجھ سے فریاد کرتا ہوں تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا، درماندگی سے پریشان اور کمزوروں کا مالک تو ہی ہے، مجھے کس پر چھوڑتا ہے کسی بیگانہ ترش رو پر یا کسی دشمن کے سپرد کئے دیتا ہے اگر مجھ پر تیرا غضب نہیں تو مجھے بھی کچھ پروا نہیں لیکن تیری سلامتی میرے لئے زیادہ کشادہ ہے میں تیری ذات کے نور کی پناہ چاہتا ہوں، جس سے تاریکیاں روشن ہو جاتی ہیں اور دنیا و دین کے کام بن جاتے ہیں اس بات سے کہ تیرا غضب مجھ پر نازل ہو اور تیری ناراضمندی، مجھے تیری رضامندی اور خوشنودی درکار ہے اور تجھی پر بھروسہ اور سہارا ہے۔"

وہ انسانی زندگی اور انسانی ضرورت سے بہت واقف تھا دیکھو کن کن چیزوں کے لئے اس نے دعا مانگی ہے، اور کن کن چیزوں سے پناہ چاہی ہے، وہ کہتا ہے کہ میری سب سے زیادہ فراخ روزی میرے بڑھاپے میں کر، میں بُرے پڑوسی سے پناہ مانگتا

ہوں مستقل قیام کی جگہ ہیں۔

(۴) وہ عیوب و نقائص اخلاقی امراض اور دل میں چھپی بیماریوں کو خوب جانتا تھا اور انسانی نفسیات سے بہت واقف تھا۔ وہ بزدلی، بخل، تکبر، سینہ کے فساد قلب کے کھوٹ زبان اور ہاتھ کے شر، بے نفع علم، بے اثر دل، نہ سیر ہونے والے نفس سے پناہ مانگتا ہے۔

(۵) وہ فضائل و کمالات و محاسن اور اخلاق حسنہ سے بھی خوب واقف تھا اور ان کا بہت قدر شناس اور طالب تھا کہتا ہے کہ مجھے مسکینوں کی محبت عطا فرما، مجھ کو میری آنکھوں میں چھوٹا اور دوسروں کی نظر میں بڑا بنا، صاف دل اور سچی زبان عطا فرما میرا باطن میرے ظاہر سے اچھا کر دے اور میرا ظاہر نیک کر دے۔

اس کے علاوہ ان دعاؤں سے اور بھی فائدے ہیں بہتوں کو اس آئینہ میں اپنی صورت نظر آجائے گی اور اپنے چھپے ہوئے یا بھلائے ہوئے عیوب نظر آجائیں گے بہت سے لوگوں کو اس کے پڑھنے سے اپنے خاص حالات میں بڑی تسکین ہوگی، اور ان کو اپنے زخم کے لئے مرہم مل جائے گا اور ہر شخص کو اپنے مطابق حال اس میں حصہ ملے گا اس لئے کہ ان دعاؤں کے مانگنے والے پر انسانی زندگی کے تمام دور گزرے تھے، اس کے گھر میں فاقہ بھی ہوتا تھا۔ موتیں بھی ہوتی تھیں، وہ بیمار بھی ہوتا تھا اس کو رنج بھی پہونچتے تھے۔ فکریں بھی ہوتی تھیں اور وہ مقروض بھی ہو جاتا تھا اور ان سب حالات میں وہ خدا ہی سے کہتا تھا۔

اس کے علاوہ اس میں اخلاق کی بہترین تعلیم ہے، غور کرو جو رات کو اٹھ کر زبان سے کہا کرے گا "میں اس بات کا گواہ ہوں کہ سارے بندے بھائی بھائی ہیں" اس کے دل پر مساوات و اخوت انسانی کا کیسا گہرا نقش قائم ہو جائے گا اور اس کے زبان و اقرار کی کیسی مہر لگ جائے گی، جو غریبوں سے محبت کی دعا کرے گا وہ غریبوں سے محبت کو کیسے ضروری نہ سمجھے گا، جو اپنی نظر میں حقیر اور دوسروں کی نظر میں بڑا بننے کی دعا کرے گا وہ تکبر سے کتنا دور ہوگا، جو کاہلی، سستی، بزدلی، بخل، اور تمام بری صفات سے بچنے کی اور

دل کی صفائی اور زبان کی سچائی کی دعا کرے گا اس کے قلب و دماغ پر پھر اعمال و اخلاق کا کیسا اثر پڑے گا۔ وہ بار بار دیکھے گا کہ ایمان کے ساتھ حسن و اخلاق کی دعا کی گئی ہے اور کثرت سے تمام مومن مرد اور عورتوں کے لئے مغفرت اور رحمت مانگی گئی ہے اور اس کو قبولیت دعا کا ذریعہ بنایا گیا ہے تو اس کی نظر میں ان چیزوں کی کتنی اہمیت ہوگی، یہ اخلاق و محبت اور فضائل انسانی کی کتنی حکیمانہ خاموش اور موثر تعلیم ہے، پھر جو شخص اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے، کھاتے پیتے سفر و السبی میں آتے جاتے ہر تقریب ہر موقع میں دعا کرتا رہے گا اس کی روحانیت اور تعلق باللہ کا کیا حال ہوگا اور کیا وہ کبھی خدا کو بھول سکتا ہے؟ اور کیا اس کا در چھوڑ کر کسی دوسرے کے دروازے پر جا سکتا ہے اور غیر کے سامنے ہاتھ پھیلا سکتا ہے اس لئے کہ یہ توحید کی بھی عملی تعلیم ہے، یہ دعائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکمل انسان یا انسان کامل کا تخیل پیش کرتی ہیں یہ مسلمان اور غیر مسلم سب کے لئے ایک قابل قدر تحفہ اور دین و دنیا کی نعمتوں کا خزانہ ہے۔

(بقیہ مضمون حدیث کی روشنی میں)

کیا تھ کسی سفر میں تھے، ہم آپ کے پاس تھے ایک اعرابی نے آپ کو بلند آواز سے پکارا۔ یا محمد پس آپ نے اسی آواز کی طرح جواب دیا کہتے ہو، میں نے اس سے کہا ارے نیک بخت ذرا اپنی آواز کو آہستہ کر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہے اور آپ کے پاس زور سے بولنے کی ممانعت ہے، کہا میں اپنی آواز کو آہستہ نہ کروں گا پھر اعرابی نے کہا کہ آدمی لوگوں سے محبت کرتا ہے اور وہ ان کے مرتبہ کا نہیں ہوتا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی کسی کے ساتھ محبت کرتا ہے قیامت میں اسی کے ساتھ ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سلسلہ گفتگو میں مغرب کے دروازے کا ذکر کیا کہ اس کی چوڑائی کی مسافت یا یوں فرمایا کہ ایک سوار اس کی چوڑائی میں چالیس یا ستر سال چلے گا اللہ تعالیٰ نے اس کو اس دن پیدا کیا جس دن زمین و آسمان پیدا کئے گئے ہیں توبہ کے لئے کھلا ہے بند نہ ہوگا یہاں تک کہ سورج مغرب سے نکلے۔

(ترمذی وغیرہ)

پردہ

قرآن وحدیث کی روشنی میں

عائشہ صدیقہ

عورتوں کا پردہ کرنا اور ان میں برقع کے استعمال کا رواج اسلام سے پہلے بھی تھا آسمانی کتابوں میں ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے اس بات پر پوری روشنی پڑتی ہے کہ اس زمانے میں بھی عورتیں نامحرموں سے پردہ کرتی تھیں، یونان، روم کی قدیم تہذیب میں بھی پردہ شریف گھرانوں کا جزو لازم سمجھا جاتا تھا، پھر اسلام کا ظہور ہوا اور اس میں تہذیب ہی کے طور پر نہیں بلکہ حکم الٰہی اور فرمان رسولؐ کے مطابق مسلمان عورتوں کے لئے اجنبی مردوں سے پردہ ضروری قرار دیدیا گیا۔ قرآن میں اس سلسلے میں صاف صاف آیتیں نازل ہوئیں اور ان میں تفصیل سے بتا یا گیا کہ مردوں میں کس سے پردہ کرنا ضروری ہے اور کس سے نہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

آپ مسلمان مردوں سے کہدیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے زیادہ صفائی کی بات ہے۔ بیشک اللہ کو سب خبر ہے جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں۔ اور مسلمان عورتوں سے کہدیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس میں سے کھلا رہتا ہے اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ ہونے دیں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ پر یا اپنے

شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹوں پر یا اپنے شوہر کے بیٹوں پر یا اپنے بھائیوں پر یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں پر یا اپنی بہنوں کے بیٹوں پر یا اپنی عورتوں پر یا اپنی لونڈیوں اور غلاموں پر یا ان مردوں پر جو طفیلی ہوں اور ان کو ذرا توجہ نہ ہو یا ایسے لڑکوں پر جو عورتوں کے پردہ کی باتوں سے ابھی واقف نہیں ہوئے اور اپنے پاؤں کو زور سے نہ رکھیں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے۔" (سورۂ النور)

فقہا و مفسرین فرماتے ہیں کہ ان آیتوں میں زینت سے مراد چہرہ اور دونوں ہاتھ کی ہتھیلیاں ہیں، بعض علما یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر چہرہ کھلا رہنے سے فتنہ کا اندیشہ ہو تو اسے بھی چھپانا ضروری ہے۔ اور طفیلی سے مراد وہ خدمتگار ہیں جو عورتوں سے کچھ مطلب نہیں رکھتے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:۔

يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ (سورۃ الاحزاب)

....

....

اے نبی کی بیبیو تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم تقویٰ اختیار کرو پس تم (نامحرم مرد سے) بولنے میں (جبکہ بضرورت بولنا پڑے) نزاکت مت کرو (اس) سے (ایسے شخص کو خیال (فاسد پیدا) ہونے لگتا ہے جسکے قلب میں خرابی ہے۔ اور قاعدہ (عفت) کے مطابق بات کہو اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو۔

مذکورہ آیات میں بھی ازواج مطہرات کو خاص کر اور عام عورتوں کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ لوگوں سے بات کرنے میں نرمی اور نزاکت کا مظاہرہ نہ کریں تاکہ ان کی نرم کلامی سے ایسے لوگوں کو فاسد خیالات نہ آویں جن کے دل میں خرابی ہے۔ اسی طرح گھر میں رہنے کی تاکید کی گئی ہے اور بدون ضرورت باہر نکلنے سے منع کیا گیا ہے۔

اور یہ بتایا کہ بلاضرورت اِدھر اُدھر پھرنا زمانہ جاہلیت کا دستور تھا، اسلام میں اس کی اجازت نہیں ہے۔

تیسری آیت ہے :۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۝

(سورۃ الاحزاب)

اے پیغمبر اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور دوسرے مسلمانوں کی بیبیوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی چادریں سر سے تھوڑی سی نیچی کر لیا کریں اس سے جلدی پہچان ہو جایا کرے گی تو آزاری نہ دی جایا کریں گی۔

اس آیت کے نازل ہونے کا سبب صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ پردہ کی آیت نازل ہونے کے بعد مسلمان عورتیں جب چادر اوڑھ کر باہر نکلا کرتی تھیں تو مدینہ میں بعضے منافق ایسے بد باطن تھے کہ عورتوں کو راستے میں چھیڑا کرتے تھے، اور جب انھیں دھمکایا جاتا تھا کہ شریف مسلمان عورتوں کو تم کیوں چھیڑتے ہو تو کہتے تھے کہ ہم نے ان کو شریف جان کر نہیں لونڈی جان کر چھیڑا تھا۔"

اس آیت میں سر سے چادر نیچی کرنے کا اس لئے حکم دیا گیا تاکہ مزید ستر کی وجہ سے ان کے انداز وقار و سنجیدگی پیدا ہو جائے جس کی وجہ سے پھر کسی بدچلن و بدمعاش شخص کو چھیڑنے کی جرأت نہ ہو، اس کے بخلاف جو عورتیں بے پردہ گھومتی ہیں۔ وہ بدمعاشوں کی بدنگاہیوں اور دوسری شرارتوں کا شکار ہوتی رہتی ہیں، جس کے سبب سے ایسے واقعات بھی رونما ہو جاتے ہیں جس کا انجام بہت برا اور گھناونا ہوتا ہے۔

احادیث نبویہ میں بھی پردہ کے سلسلے میں جو احکامات ملتے ہیں بہت ہی کافی ہیں چنانچہ حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ وہ اور حضرت میمونہؓ رسول اللہ

(باقی صفحہ ۲۷ پر)

اے رحمتِ دو عالم

امۃ اللہ تسنیم

یا رب درِ رحمت پہ دیتی ہوں صدا کب سے
سائل ہوں ترے در کی کرتی ہوں دُعا، کب سے

بھر دے مرے دامن کو اے جود و کرم والے
شاہا ترے در پہ دیتی ہوں صدا کب سے

یا رب دلِ مضطر کو آرام میسر ہو
اس دل کی بدولت میں سہتی ہوں جفا کب سے

اُمید پہ قائم ہوں اُمید کا بدلہ دے
حد بھی ہے کوئی اس کی کرتی ہوں دعا، کب سے

اے رحمتِ دو عالم بھر دے مرا تو یہ کاسہ
میں کتنی اُمیدوں سے دیتی ہوں صدا کب سے

تسنیم اسی دھن میں کب سے ہے اڑی بیٹھی
لے لوں گی وہی جس کی کرتی ہوں دُعا، کب سے

ماں

محمد واصل عثمانی

۱

یہ سہ حرفی لفظ بڑی محبت، عزت و احترام کا حامل ہے، ماں کہتے ہی ذہن میں ایثار و خلوص، بے لوث محبت اور سراپا خیر و برکت کا ایک پیکر ابھر آتا ہے۔ اس لفظ کے اظہار ہی سے ایک ایسی لہر خاکساری اور نیازمندی کی انسان کے جسم و جاں میں دوڑتی ہے کہ جس سے متکلم کی طرف مخاطب کے جذبۂ ہمدردی کا رجوع ہو جانا لازمی ہو جاتا ہے جیسے ہی زبان سے "ماں" کا لفظ ادا ہوتا ہے کہنے والے میں اپنی نیازمندی، کمتری اور تعلق خاطر کا احساس جنم لیتا ہے اور سننے والے کے دل میں جذبۂ رحم شفقت و محبت کا بحر بے کراں ٹھاٹھیں مارنے لگتا ہے ماں کے لفظ سے متکلم ایک سائل معلوم ہوتا ہے، جو ماں کے حضور اپنی تمام خاکساری و نیازمندی سے اپنا مطلب واضح کرتا ہے، اس یقین و اعتبار کے ساتھ کہ مخاطب اس سے مادرانہ شفقت اور محبت کا بے مثال رویہ رکھے گی اور اس کی خواہش پوری کرے گی۔

ماں ایک پیکر جود و سخا، شرافت و مروت، صبر و ضبط، ایثار و قربانی ہے جس کا منشا اور منزل ہی بچے کی آسائش آرام و سکون ہے۔

دنیا کی کسی بداخلاق سے بداخلاق اور تلخ گو سے تلخ گو عورت کو جب بھی ماں کہہ دیا جاتا ہے، تو اس کے اندر کا خبث غائب اور شیطان رفوچکر ہو جاتا ہے اور عین اسی وقت شفقت و محبت کا ایک فرشتہ اس کے اندرون قلب کروٹیں لیتا ہے جو اپنے جذبۂ ہمدردی و خلوص کے پیراہن کو ایسے پھیلا دیتا ہے کہ اس کا عظیم سایہ متکلم کو مصائب کی شدت و حدت سے دور رکھنے کے لئے سینہ سپر ہو جاتا ہے۔

ماں، مثل ایک سائبان کے ہے جو سورج کی تند و تیز شعاعیں اپنے اندر جذب کر لیتا ہے اور سایہ میں بیٹھنے والوں کو اس کا احساس بھی نہیں ہونے دیتا کہ کتنی شعاع پارے اس کے جگر میں پیوست ہو چکی ہیں اور کتنی قیامت خیز تپش کو روکے ہوئے ہے اور سائبان میں بیٹھنے والے لوگ اپنے علم و حکمت کے عقاب اڑایا کرتے ہیں۔

"ماں" ایک نعمت غیر مترقبہ ہے جو ایک بار واپس لے لی جائے تو عمر بھر کی ریاضت و عبادت سے بھی دوبارہ حاصل نہیں کی جا سکتی۔ ماں ہمیشہ بے مثل ہوتی ہے کیونکہ بغیر کسی صلہ کی پرواہ کئے واہ واہی کے ڈونگرے بٹورے بغیر ہی بچے کو خون جگر پلاتی ہے وہ اپنے بچے کی آسائش کے لئے اپنی زندگی کے سکون و آرام کو خیرباد کہتی ہے۔ جس نے بچے کی گستاخی کو اس کے ناز و شوخی کو اس کی ناسمجھی سے تعبیر کیا ہو وہی ماں کہلانے کی مستحق ہے۔ باپ، بہن بھائی، بیوی، دوست، رشتہ دار اگر سب کی محبت کا موازنہ کیا جائے تو ماں کی محبت و ایثار کا پلہ یقیناً بھاری نکلے گا اسی لئے آقائے عقلائے دہر اور علمائے زمانہ نے ماں کے پاؤں تلے جنت بتائی ہے۔ جنت ماں کے ہاتھوں کے تلے، آنکھوں میں اور دل میں بھی ہو سکتی تھی مگر اس حالات میں ماں کی عظمت و بزرگی، برتری اور بڑائی کا وہ احساس نہ پیدا ہوتا جو ماں کے قدموں تلے ہونے میں ہے۔ چونکہ ماں جیسی عظیم شخصیت کے جسم کا سب سے کمتر درجہ کا عضو پیر ہوتا ہے، اسی لئے جنت ماں کے پیر کے تلے بتائی گئی ہے۔ اس حدیث سے اس بات کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ جنت جیسی خوشگوار اور عظیم المرتبت جگہ جس کے حصول کے لئے انسان اپنی ساری زندگی کے عیش و آرام تج دیتا ہے اور دنیا کی رنگینیوں سے منھ موڑ کر امتحان و آزمائش کی منزلوں سے ریاضت و عبادت کے سہاروں سے گزرتا ہے۔ اگر اس کی تلاش و جستجو کی جائے تو وہ منبر و محراب کی چوکھٹوں پر نہیں بلکہ ماں کے قدموں تلے ملتی ہے۔ جنت کیا ہے آرام گاہ ابدی نہیں بلکہ وہ مستقر و مقام ہے جو اللہ تعالیٰ کا جلوہ گاہ ہوگا۔

عشاق دیدار الٰہی کے لئے ہمہ تن مصروف اور مشغول تسبیح ہوں گے مگر ان کے حصول کے لئے کیا کرنا ہوگا ماں کی جوتیاں سیدھی کرنی ہوں گی اس کی خدمت میں زندگی گزارنی ہوگی اس کی آواز سے اپنی آواز پست رکھنی ہوگی اس کی خوشنودی کا خیال رکھنا ہوگا، اس کی ابرو کی شکن سے لرزنا ہوگا، اور اس کی خدمت گزاری اپنے لئے معراج سمجھنی ہوگی۔

اگر کسی کو ماں کی عظمت اور قدر و منزلت کا اندازہ ہی کرنا ہے تو وہ سورۂ بنی اسرائیل کی آیتوں میں ماں کی بزرگی و عظمت کو غور و فکر کی نگاہ سے تلاش کرے۔ سورہ احقاف اور سورہ لقمان کے ان الفاظ پر غور کرے یقیناً اسے ماں کا ادب و احترام صاف نظر آجائے گا۔

ماں محبت کا مرقعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب اپنی تخلیق کا شاہکار پیدا کرنا چاہا تو دنیا کی مختلف چیزوں میں مختلف صفات رکھدیں، مگر جب محبت کی تقسیم کا وقت آیا تو بڑے بڑے اس کا بوجھ اٹھانے سے پس و پیش کرنے لگے مگر اس وقت ماں نے اپنا دامن حضور قدس میں پھیلا دیا، قدرت خداوندی نے مستحسن نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اپنے خزینہ کا ہر وہ موتی اس کی گود میں ڈالدیا جس پر محبت کے حروف کندہ تھے جب بے لوث محبتوں کا تفصیلی جائزہ لیا گیا تو دریافت ہوا کہ ماں کی گود کے علاوہ کسی گوشۂ داماں کو عزت نہیں بخش سکتی۔

ماں حقیقت میں محبت کا ایک ایسا فرشتہ ہے جو انسانی پیکر میں حلول کر گیا ہے اگر کسی کو سچائی خلوص اور حق کی شاہراہ کا پتہ چلانا ہے تو وہ ماں کی خدمت کے صراط مستقیم سے اس شاہراہ پر گامزن ہو سکتا ہے جو انسان کو منزل مقصود تک پہونچاتی ہے۔

نرم ہاتھوں کی تھپکی سخت تھپیڑوں کا لطف۔ کڑوی نگاہ کی نرمی سخت لہجہ کی گھلاوٹ اگر دیکھنی ہو تو کبھی ماں سے شوخی کر کے دیکھیے غصہ میں پیار اور پیار میں بے پناہ جاذبیت کا لطف اٹھانا ہو تو کبھی ماں سے اٹکھیلیاں کر کے اندازہ لگائیے۔ ماں کا پیار اگر دیکھنا اور سمجھنا ہو تو اس شیر خوار بچے کی طمانیت قلب سے تلاش کیجیے جو پٹنے کے باوجود ماں ہی کی گود میں ہمک کر آتا ہے۔ اور بغیر کسی لالچ کے سب کچھ بھول کر اپنے آنسو پی جاتا ہے اور ماں کی گود ہی کو دارالقرار سمجھ کر میٹھی نیند سو جاتا ہے۔

ماں ایک مینارۂ روشنی ہے جس سے اس کے اطراف و گرد و نواح کا ماحول ہی منور نہیں ہوتا بلکہ اس کی شعاعیں ہر اس جویندہ کے لئے مشعل راہ ثابت ہوتی ہے۔ جو حق کی تلاش میں کاسۂ گدائی لئے محبت کی بھیک مانگ رہا ہو، اس کی روشنی سے قوموں کے مستقبل کا آفتاب اکتساب فیض کرتا ہے، ماں کی محبت کا نور ظلمتوں کو جگمگا دیتا ہے۔ تاریکیوں میں سہارا بنتا ہے اور بھٹکے ہوئے کو راہ دکھاتا ہے۔

مائیں بچہ جنم دینے کے لئے نہیں ہوا کرتیں کیونکہ سائنس کی جدید ترقی و تحقیق اب بوتلوں کو بھی ماں کا درجہ دے رہی ہے۔ بوتلیں بچے تو پیدا کر سکتی ہیں مگر وہ انسان بنانے کا جوہر کی حامل نہیں ہوا کرتیں۔ مائیں انسانوں کو انسان بنانے کے لئے ہوتی ہیں۔ صحیح معنوں میں وہی ماں، ماں کہلانے کی مستحق ہے جو اپنے بچوں کو باوقار طریقے سے زندگی گزارنے اور زندگی برتنے کے آداب سکھا سکے اور ان میں اخلاق و کردار کی نئی جوت جگا سکے۔ بچے جانور بھی پیدا کرتے ہیں درند و چرند بھی بچوں کی افزائش میں انسانوں سے زیادہ ہوشیار اور دور اندیش ہیں مگر تربیت و اصلاح کا فقدان انھیں بہائم میں شامل کر دیتا ہے۔ تہذیب و اخلاق کے جوہر انسان کو انسان بنا دیتے ہیں۔ پرندے اپنے بچوں کو دانہ چگنے اڑنے اور جست لگانے کی ترغیب دیتے ہیں، ان کے ساتھ ساتھ اڑتے بھی ہیں۔ اور انھیں دوسرے دشمن جانوروں سے بچنے کی ترکیب بھی سکھاتے ہیں۔ مرغی اپنے بچوں کی بہترین محافظ ہے۔ چڑیاں اپنے بچوں کو ایک شاخ سے دوسری شاخ پر پھدکنے کی ترغیب دیتی ہے۔ درندے اپنے بچوں کو جھپٹنا، چیخنا، چنگھاڑنا اور شکار کرنا سکھاتے ہیں۔ مچھلیاں تیرنا، چوپائے چرنا، چھلانگ بھرنا اور دوڑنا سکھاتے ہیں۔ غرضیکہ ہر ذی حیات اپنے بچوں کو صحیح ترغیب دینا اور انھیں راہ عمل دکھانا ضروری سمجھتا ہے۔

انسانوں میں یہ جذبہ بدرجہ کمال تک ہے جس کا سہرا اس تعلیمی درسگاہ پر ہے جسے ماں کی آغوش سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ بولنا۔ اشارے کرنا۔ مسکرانا۔ اظہار خوشی اور نفرت

بچہ پسر بچھا پی ماں کے دامن تربیت سے ہی حاصل کرسکتا ہے۔ اگر ایسی ماں کا احسان بھول جائے تو کتنی بڑی ناانصافی ہوگی اس مادر مشفق کے ساتھ جس نے اپنی کتنی راتوں کو بچے کی آرام کے لئے تباہ کی ہیں۔ کتنے دن اس نے گن گن کر گزارے ہیں کتنی دعائیں اس نے مانگی ہیں اور کتنی تمناؤں کی آبیاری اس نے اپنے خون جگر سے کی ہے ماں کا احسان اگر عمر بھر کی ریاضت وعبادت کے صلہ میں اتر سکے تو یہ سستا سودا ہے۔

لکھنؤ کا مشہور ومعروف، خوشبودار، خوش ذائقہ مفید صحت تمباکو خوردنی

رائل زردہ	اسپیشل رائل زردہ	ایکسٹرا اسپیشل رائل زردہ

نمبر ۷۰۱ — اور — نمبر ۵۰۱

ہمیشہ — استعمال — کیجیے

رائل زردہ فیکٹری — سعادت گنج لکھنؤ ۲۲۶۰۰۳

حسد

اور

اُس کے نقصانات

امام غزالی

حسد کے یہ معنی ہیں کہ کسی شخص کو فارغ البال یا عیش وآرام میں دیکھ کر جلے اور اس نعمت کے جاتے رہنے کو پسند کرے۔ حسد کرنا حرام ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندہ پر میری نعمت کو دیکھ کر حسد کرلینے والا گویا میری اس تقسیم سے ناراض ہے جو میں نے اپنے بندوں میں فرمائی ہے۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حسد نیکیوں کو اس طرح جلا دیتا ہے جس طرح آگ سوکھی لکڑیوں کو جلا دیتی ہے۔

حسد قلبی مرض ہے اس کا علاج ایک علمی ہے اور ایک عملی ہے علمی علاج تو یہ ہے کہ حاسد کو یہ بات ذہن نشین کرلینا چاہئے کہ اس کا حسد اسی کو نقصان پہونچا رہا ہے اور جس سے وہ حسد کررہا ہے اس شخص کا کچھ نہیں بگڑتا بلکہ اس کا تو اور نفع ہے کہ حاسد کی نیکیاں مفت میں اس کے ہاتھ آرہی ہیں برخلاف حاسد کے کہ اس کے دین کا بھی نقصان ہے اور دنیا کا بھی۔

دین کا نقصان :- دین کا نقصان تو یہ ہے کہ اس کے کئے ہوئے اعمال مٹے جارہے ہیں اور نیکیاں چلی جاتی ہیں اور حق تعالیٰ کے غصہ کا نشانہ بنا ہوا ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے وسیع خزانے کی بے شمار نیکیوں میں بخل دیکھنا چاہتا ہے۔

دنیا کا نقصان :- دنیا کا نقصان یہ ہے کہ حاسد ہمیشہ رنج وغم میں مبتلا رہتا ہے اور اسی فکر میں گھلتا رہتا ہے کہ کسی طرح فلاں شخص کو ذلت وافلاس

نصیب ہو اب آپ ہی سوچیے کہ آپ کے حسد کرنے سے دوسرے شخص کا کیا نقصان ہوا بلکہ الٹا اسے فائدہ ہوا کہ آپ کی نیکیاں اسے مل گئیں اور آپ رنج و غم میں پڑ گئے اور عذاب آخرت بھی سمیٹا یہ تو وہی صورت ہو گئی کہ دشمن کو ڈھیلا مارنا چاہا تھا اپنے ہی آ لگا کہ جس سے آنکھ پھوٹ گئی، عملی علاج حسد کا یہ ہے کہ حسد کا مقصود تو یہ ہے کہ تم محسود کی برائی کرو لہٰذا تم نفس پر جبر کرو اور قصداً اس شخص کی تعریف کرو جس سے حسد کرتے ہو اس کے سامنے تواضع کرو چند ایسے تکلف کرو پھر تمہارے دل سے حسد نکل جائے گا اور تم ایک عظیم برائی سے بچ جاؤ گے۔

حسب ایماء حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی مدظلہم العالی

حیات خلیل

سوانح حیات حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری قدس سرہ

مؤلفہ: مولانا محمد ثانی حسنی ندوی مظاہری
مقدمہ: حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی

• خاندان اور وطن • علمی و سیاسی ماحول • مشہور شخصیتیں اور تعلیم، تدریسی حالات • تنظیمی سرگرمیاں • صفات و کمالات • علمی و دینی خدمات • تزکیۂ نفوس • ارشادات و ملفوظات • تعنیفات و اسبقات • خلفاء و مجاہدین کا تذکرہ۔ اور مظاہر علوم کی مختصر تاریخ۔

سائز ۲۲×۱۸/۸ مجلد مع خوبصورت گرد پوش قیمت بتیس روپے

ناشر
مکتبہ اسلام ۳۷ گوئن روڈ لکھنؤ

حضرت اسماء بنت یزید

مولانا سعید انصاری

نام و نسب اسماء نام ام سلمہ کنیت تھی نسب کے لحاظ سے قبیلہ اوس سے تعلق رکھتی تھیں۔

اسلام ہجرت کے بعد مسلمان ہوئیں اور چند عورتوں کے ساتھ آنحضرتؐ کی خدمت میں بیعت کے لئے آئیں آپؐ صحابہؓ کے مجمع میں تشریف فرما تھے انہوں نے عرض کی کہ مسلمان عورتوں کی طرف سے ایک پیغام لے کر آئی ہوں، خدا نے آپؐ کو مرد و عورت سب کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے ہم نے آپؐ کی پیروی کی ہے اور آپؐ پر ایمان لائے ہیں لیکن ہماری حالت مردوں سے بالکل جداگانہ ہے ہم پردہ نشین ہیں اس لئے جمعہ اور جماعت میں شریک نہیں ہو سکتے، اور مرد جمعہ اور جماعت میں شریک ہوتے ہیں، مریضوں کی عیادت کرتے ہیں، نماز جنازہ پڑھتے ہیں، حج کو جاتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جہاد کرتے ہیں لیکن ان تمام صورتوں میں ہم گھر میں بیٹھ کر ان کی اولاد کو پالتے ہیں گھر کی حفاظت کرتے ہیں کپڑوں کے لئے چرخہ کاتتے ہیں تو کیا اس صورت میں ہم کو بھی کچھ ثواب ملے گا، آنحضرتؐ نے سنا تو صحابہؓ سے فرمایا کہ تم نے کسی عورت سے ایسی گفتگو بھی سنی ہے لوگوں نے کہا نہیں، آپؐ نے اسماء کو جواب دیا کہ عورت کے لئے شوہر کی رضا جوئی نہایت ضروری چیز ہے اگر وہ فرائض زوجیت ادا کرتی ہے شوہر کی مرضی پر چلتی ہے تو مرد کو جس قدر ثواب ملتا ہے عورت کو بھی اسی قدر ملتا ہے۔

مسند میں ہے کہ اس بیعت میں اسماءؓ کی خالہ بھی شریک تھیں جو سونے کے کنگن اور انگوٹھیاں پہنے تھیں، آپؐ نے فرمایا اس کی زکوٰۃ دیتی ہو بولیں نہیں، فرمایا کہ کیا تم کو پسند ہے کہ خدا آگ کے کنگن اور انگوٹھیاں پہنائے حضرت اسماءؓ نے کہا خالہ ان کو اتار دو چنانچہ فوراً تمام چیزیں اتار کر پھینک دیں۔ اسماءؓ نے کہا یا رسول اللہ ہم زیور نہ پہنیں گے تو شوہر بے وقعت سمجھے گا۔ ارشاد ہوا تو پھر چاندی کے زیور بنواؤ اور ان پر زعفران مل لو کہ سونے کی چمک پیدا ہو جائے غرض ان باتوں کے بعد جب بیعت کا وقت آیا تو آنحضرتؐ نے زبانی چند اقرار کرائے۔ حضرت اسماءؓ نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ سے بیعت کرتے ہیں اپنا ہاتھ بڑھائیے فرمایا میں عورتوں سے ۔۔۔ مصافحہ نہیں کرتا۔

عام حالات سنہ ۱ھ میں حضرت عائشہؓ کی رخصتی عمل میں آئی اور وہ اپنے میکہ سے کاشانۂ نبوت میں آئیں تو جن عورتوں نے ان کو سنوارا تھا ان میں اسماءؓ بھی تھیں، حضورؐ تشریف لائے کسی نے دودھ پیش کیا تھوڑا سا پی کر حضرت عائشہؓ کو دیا ان کو شرم معلوم ہوئی اور سر جھکا لیا حضرت اسماءؓ نے ڈانٹا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو دیتے ہیں لے لو۔ حضرت عائشہؓ نے دودھ لے کر کسی قدر پی لیا اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس کر دیا آنحضرتؐ نے حضرت اسماءؓ کو دیا انھوں نے پیالہ کو گھٹنے پر رکھ کر گردش دینا شروع کیا کہ جس طرف سے آنحضرتؐ نے نوش فرمایا تھا وہاں بھی منھ لگ جائے۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اور عورتوں کو بھی دو لیکن سب نے جواب دیا کہ ہم کو اس وقت خواہش نہیں ہے۔ ارشاد ہوا بھوک کے ساتھ جھوٹ بھی۔ سنہ ۱۵ھ یرموک کا واقعہ پیش آیا۔ اس میں حضرت اسماءؓ نے اپنے خیمہ کی چوب سے ۹ رومیوں کو قتل کیا۔

وفات یرموک کے بعد مدت تک زندہ رہیں اور پھر وفات پائی۔ وفات کا سال معلوم نہیں۔

فضل و کمال حضرت اسماءؓ نے آنحضرتؐ سے چند حدیثیں روایت کی ہیں جن کے راوی اصحاب ذیل ہیں، محمود بن عمرو انصاری، مہاجر بن ابی مسلم، شہر بن حوشب، مجاہد، اسحاق بن راشد لیکن ان میں سب سے زیادہ شہر بن حوشب نے روایتیں کیں۔

(بقیہ مضمون پردہ قرآن و حدیث کی روشنی میں)

کے پاس موجود تھیں کہ اسی اثنا میں ابن ام مکتوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لئے آگئے (آیت حجاب نازل ہو جانے کے بعد کا واقعہ ہے) آپؐ نے فرمایا تم دونوں ان سے پردہ کرو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا وہ نابینا نہیں ہیں، نہ ہم کو دیکھ سکتے ہیں اور نہ پہچان سکتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ کیا تم دونوں بھی نابینا ہو۔؟ کیا تم ان کو نہیں دیکھ رہی ہو؟

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی آدمی کسی عورت سے تنہا نہیں ملتا مگر ان دونوں کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی اجنبی عورت کی خوبصورتی کو شہوت سے دیکھتا ہے، قیامت کے دن اس کی آنکھوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔

(۴) عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں کی ہمنشینی سے پرہیز کرو ایک انصاری نے دریافت کیا یا رسول اللہ کیا دیور کے بارے میں بھی یہی حکم ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ دیور تو موت ہے۔

(۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی عورت سے بیعت لیتے تھے تو زبانی لیا کرتے تھے ان کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں نہیں پکڑتے تھے۔ آپ ہی کا ایک قول اور ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی قسم کبھی کسی عورت کا ہاتھ چھو کر بیعت نہیں کی، صرف زبانی ہی بیعت لیا کرتے تھے۔"

(۶) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے علی کسی عورت پر دوسری نظر نہ ڈالو کیوں کہ پہلی نظر جو بلا ارادہ پڑتی ہے وہ

(باقی صفحہ ۲۵ پر)

خانہ خراب بیوی

محمود شیت ═══ ترجمہ ═══ سید محمد انس ندوی

ان دونوں کے گھروں کو ایک چہار دیواری ملاتی تھی، وہ بھی ایسی تھی کہ بآسانی ایک گھر سے دوسرے گھر جایا جا سکے، لیکن اس قدر قربت کے باوجود دونوں کی طبیعت اور مزاج اخلاق اور کردار میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔ دونوں ایک دوسرے کی ضد تھے، ایک نور تھا تو دوسرا سراپا تاریکی ایک میں بھلائی ہی بھلائی تو دوسرے میں برائی ہی برائی پہلے شخص سے لوگوں کو محبت و تعلق، ہمدردی و بھلائی کا معاملہ کرنا فطری تھا اور دوسرے سے بغض و نفرت، عداوت و دشمنی کا جذبہ بھی غیر اختیاری ہی تھا۔ پہلے کا نام خطاب اور دوسرے کا عبودا تھا۔

خطاب کی زندگی عیش و راحت میں بھی گزری اور سختی و پریشانی میں بھی، لیکن اس نے راحت میں پروردگار کے شکر اور تکلیف میں صبر کا دامن نہ چھوڑا۔ وہ ایک بڑا تاجر تھا اس کی تجارت موصل سے حلب اور شام اور مصر سے عراق تک پھیلی ہوئی تھی۔

ایک مرتبہ وہ شام سے تجارت کا سامان لے کر عراق جا رہا تھا۔ راستہ میں ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا اور سارا سامان لوٹ کر فرار ہو گئے۔ وہ مفلس ہو گیا تھا اور اب اس کی بیوی دونوں ہی فقر و فاقہ کی زندگی گزار رہے تھے۔ پھر بھی شکر خدا سے غافل نہ ہوتے۔

ایک رات کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، خطاب نے دروازہ کھولا تو ایک انجان

شخص نے اسے ایک تھیلی دیتے ہوئے کہا یہ تمہارے لئے ہے اور یہ کہہ کر وہ رات کی تاریکی میں غائب ہو گیا خطاب نے جو تھیلی کھول کر دیکھا تو حیرت زدہ رہ گیا اس میں کافی مقدار میں سونے کے سکے تھے۔ اس نے پھر تجارت کا سامان خریدا اور شام کا رخ کیا۔ اس مرتبہ کافی نفع ہوا، پھر غربت کے بجائے دولت اس کے قدم چوم رہی تھی۔ فقراء و مساکین پر دل کھول کر خرچ کرنا شروع کیا یہاں تک کہ ایک عالم میں اس کا شہرہ ہو گیا اور عوام کے دل اس کی محبت سے لبریز ہو گئے۔

(۲)

ادھر عبودا نے ایک ایسی عورت سے شادی کی جو انتہائی بد باطن تھی۔ اس نے عبودا کو دولت حاصل کرنے کے لئے چوری کرنے پر آمادہ کیا اور اس کی ہمت بندھائی، پہلے تو اس نے انڈے چرانا شروع کئے پھر مرغیوں کی باری آئی اور اس کے بعد بڑی بڑی چیزوں پر ہاتھ صاف کرنے لگا اس کی بیوی بہت خوش ہوئی اور حوصلہ دلاتی رہی۔ ہوتے ہوتے وہ چوروں کا سردار بن گیا اور باقاعدہ ڈاکے ڈالنے لگا ایک دن اس نے اپنے پڑوسی خطاب ہی کے گھر کو تاکا۔ اور چوری کا منصوبہ بنایا کیوں کہ اس کے یہاں سے بہت زیادہ دولت حاصل کرنے کی امید تھی، اور پھر کوئی دشواری بھی نہ تھی، صرف ایک معمولی دیوار پار کرنا تھی۔

اس رات سردی اپنے پورے شباب پر تھی آدھی رات گئے عبودا اپنے ساتھیوں کے ساتھ چہار دیواری پار کر کے خطاب کے گھر کی چھت پر پہونچ گیا اور اوپر سے اندرونی حالات کا جائزہ لینے لگا اس نے دیکھا کہ لوگوں کی ایک جماعت حلقہ بنا کر بیٹھی ہے اور اللہ کے ذکر میں مشغول ہے عبودا انتظار کرنے لگا کہ جماعت چلی جائے تو اپنا کام شروع کرے، انتظار کرتے کرتے پوری رات گزر گئی جب فجر کی اذان ہونے لگی تب وہ جماعت اٹھی اور واپس چلی گئی لیکن اس وقت چوری کرنا مشکل تھا اس لئے وہ اپنے

پارٹی کے ساتھ واپس آگیا۔ دوسرے دن پھر اسی طرح پہنچا لیکن اس دن بھی وہی جماعت اللہ کے ذکر میں مشغول نظر آئی، پھر تیسرے، چوتھے اور پانچویں دن بھی تجربہ کیا اور ہر مرتبہ رات بھر انتظار کرتا رہا۔ لیکن وہ جماعت جب تک اذان نہ ہوتی اللہ کے ذکر میں مشغول رہتی۔ روزانہ کی ناکامی سے اس نے اور اس کی پارٹی کے لوگوں نے یہ طے کیا کہ یہاں آنا وقت ضائع کرنا ہے، کوئی دوسری جگہ دیکھنا چاہئے۔

ایک مہینہ گزر چکا تھا۔ خطاب کو اپنی تجارت میں بہت زیادہ نفع ہوا تھا اس نے اپنے رشتہ داروں، پڑوسیوں اور غربا و مساکین پر خوب خرچ کیا۔ عبودا کو بھی پڑوسی ہونے کے ناطے کافی حصہ ملا تھا، وہ بہت خوش ہوا اور شکریہ ادا کرنے کے لئے خطاب کے پاس آیا اور گفتگو کے دوران عبودا نے پوچھا۔

"کیا آپ روزآنہ اپنے گھر پر ذکر کی مجلسیں کرتے ہیں"؟

"نہیں! میں نے تو برسوں سے کوئی ذکر وغیرہ کی مجلس منعقد نہیں کی" خطاب نے جواب دیا۔

"لیکن میں نے اپنی آنکھوں سے ان مجلسوں کو دیکھا ہے" عبودا نے کہا۔

"تعجب ہے، کیا واقعی تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے"؟

"ہاں، ہاں میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے" اور پھر اس نے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ خطاب نے کہا۔ خدا کا شکر ہے وہ اسی طرح اپنے نیک بندوں کی مدد کرتا ہے اور انھیں بے سہارا نہیں چھوڑتا۔

(۳)

ہوشربا گرانی نے ملک کو تباہ کر دیا تھا۔ اناج نام کی چیز بازار سے معدوم تھی۔ عبودا اور اس کی بیوی پر فاقے کی نوبت آگئی کیوں کہ اس نے ساری دولت جو چوری اور لوٹ مار سے جمع کی تھی جوئے، شراب اور دوسری فحش اور لغو چیزوں میں اڑا دی تھی۔

اس کی بیوی نے اسے بچوں کے پکڑنے اور انھیں ذبح کرنے پر ورغلایا۔ اب اس کا معمول ہو گیا کہ جب بھوک برداشت نہ ہوتی تو چھوٹے چھوٹے بچوں کو بہلا پھسلا کر گھر لاتا اور انھیں ذبح کر کے کھاتا لیکن یہ چیز زیادہ دن تک نہ چھپ سکی۔ لوگوں کو معلوم ہو گیا۔ چنانچہ گرفتاری ہوئی اور عدالت نے اسے اور اس کی بیوی کو پھانسی کا حکم سنا دیا۔

پھانسی کے وقت لوگوں کی ایک بھیڑ جمع تھی سارے لوگ ایک ایسے خونی مجرم کی موت کا منظر دیکھنے آئے تھے جس سے ان کی زندگی تلخ تھی انھیں بہت خوشی تھی کہ آج ایک ایسے ظالم سے نجات مل جاوے گی جس سے ان کے بچوں کی زندگی خطرے میں تھی۔

پھانسی دیئے جانے سے پہلے عبودا سے پوچھا گیا۔

"کیا تیری کوئی آخری خواہش ہے جسے پورا کیا جائے"؟

اس نے کہا ہاں! میں اپنی بیوی کی زبان چومنا چاہتا ہوں۔"

بیوی کا بھی اپنے شوہر کی اس خواہش پر دل بھر آیا اور بڑی محبت سے اُس نے اپنی زبان باہر نکال دی لیکن دوسرے ہی لمحے وہ چیخنے چلانے لگی۔ عبودا نے اس کی زبان کاٹ لی تھی۔ پھر اس نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا آج میں نے جو سب کے سامنے اس کی زبان کاٹی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہی آج تک مجھے بہکاتی رہی ہے اور ہر برے کام پر حوصلہ افزائی کرتی رہی یہاں تک کہ میں ایک خطرناک عادی مجرم بن گیا میں نے سوچا کہ جب میری پوری زندگی ہی برے کارناموں سے بھری ہوئی ہے تو آج یہ آخری کام بھی کرتا جاؤں، شاید اس سے لوگوں کو کچھ عبرت ہو۔ پھر تھوڑی ہی دیر بعد دونوں کو پھانسی کے تختے پر لٹکا دیا گیا۔

چھ منظر

عائشہ خیری

اچھی تربیت

ایک استانی بچیوں سے:۔

"اچھا بتاؤ، اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ کون سا عمل پسند ہے"؟

ایک بچی:۔ "اچھے اخلاق"

دوسری بچی:۔ "نماز"

تیسری بچی:۔ "ماں باپ کی خدمت"

استانی:۔ شاباش بچیو! تینوں کے جواب بہت اچھے ہیں۔

ماں:۔ "اچھا بیٹی بتاؤ جنت کہاں ہے"؟

بیٹی:۔ "میری اچھی ماں! جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔"

حسن عمل

ایک شوہر اپنی بیوی سے:۔ "میں تم سے روز کہتا ہوں کہ میں جب آیا کروں تو تم زیب و آرائش کا اہتمام کیا کرو۔"

بیوی:۔ "آخر آپ کو کیا پسند ہے کہ میں اس کو کیا کروں"؟

شوہر:۔ "یہی نا کہ اچھے اچھے کپڑے پہنو مسکرا کر بات کرو، میں جب آؤں تو میری خدمت کے لئے تیار رہو مجھ کو حسن صورت بہت پسند ہے۔"

بیوی:۔ "اور میری بھی ایک پسند"؟

شوہر:۔ "وہ کیا بتاؤ"

بیوی:۔ "تو کیا آپ اس پر عمل کریں گے"؟

شوہر:۔ "ہاں ضرور جب ہی تو ہماری تمھاری زندگی خوشگوار گزرے گی"۔

بیوی:۔ "آپ کو حسن صورت پسند ہے مجھ کو حسن سیرت، میں زیب و زینت اور حسن کلام سے آپ کا دل خوش کروں، آپ اپنے حسن عمل، حسن سیرت اور اخلاق سے میرے دل کو اپنا لیں میں آپ کی عمر بھر احسان مند رہوں گی۔

(اس بیوی کی عقل کی و ذہانت کی داد دیجئے۔)

ایک سوال چار جواب

عورت کا اصل جوہر کیا ہے

ایک سہیلی:۔ "اچھی صورت"

دوسری سہیلی:۔ "شاندار لباس"

تیسری سہیلی:۔ "طرز کلام"

چوتھی سہیلی:۔ "شرم و حیا"

جس عورت میں شرم و حیا نہیں وہ باوجود اچھی صورت کے شاندار لباس میٹھی اور لبھانے والی باتوں کے دو کوڑی کی بھی نہیں۔

ایسی ہونہار لڑکی کی ہر خاندان کو ضرورت ہے

ایک شادی میں بارات آچکی تھی، لڑکے والوں کی طرف سے دس ہزار روپے نقد کا مطالبہ تھا، لڑکی والے غریب تھے، وہ سٹ پٹا گئے، نہ تو دس ہزار روپے دے سکتے تھے نہ بارات کو واپس کر سکتے تھے کہ خاندان کی ناک کٹ جانے کا ڈر تھا اور عمر

بھر کی ذلت بھی، لڑکے والے اس مطالبہ پر جم گئے، اسی کشمکش و پیچ میں ایک دن گزر گیا، لڑکی پیچ و تاب کھا رہی تھی، جب رات ہونے لگی تو لڑکی نے ہمت کر کے اپنی سہیلیوں سے کہا کیا بات ہے، ایک سہیلی نے واقعہ بیان کیا، لڑکی آگ بگولہ ہو گئی اور رر وائتی حجاب کو بالائے طاق رکھ کر جواب دیا کہ میں ایسے بھکاریوں میں جانا گوارہ نہیں کر سکتی، اگر میرے والد وہ روپیہ دے بھی دیں تب بھی میں راضی نہیں ہوں، اس صاف جواب پر ساری برادری دم بخود ہو گئی، بارات نامراد واپس ہوئی اور لڑکی نے اپنے باپ کو بڑی مصیبت سے بچالیا۔

خدا تو دیکھ رہا ہے

ایک ماں :- بیٹی ابھی اندھیرا ہے اٹھ اور دودھ میں پانی ملا دے۔

بیٹی :- کل ہی تو امیر المومنین نے اس کے خلاف اعلان کرایا تھا۔

ماں :- ارے بیوقوف، امیر المومنین کہاں دیکھ رہے ہیں۔؟

بیٹی :- اگر امیر المومنین نہیں دیکھ رہے ہیں تو ہمارا آپ کا خدا تو دیکھ رہا ہے اس کی نگاہ سے کہاں چھپ سکتے ہیں۔؟

اور اس کے بعد؟

آزادی پسند شوہر :- دیکھو موسم کتنا خوشگوار ہے، سامنے کلب ہے وہ ترنم ریز موسیقی اور مست کر دینے والی ادائیں کیا تم کو دعوت نہیں دیتیں، تم کتنی بد ذوق ہو۔ یہ لطف و مسرت کے لمحے کیوں ضائع کرتی ہو، دیکھو لوگ انتظار میں ہیں چلو اور عیش و مسرت کی گھڑیاں گزاریں۔

بیوی :- یہ عیش و مسرت، یہ موسیقی کی دھنیں، یہ مستانی ادائیں، ہائے ان کا انجام موت اور پھر؟

شوہر :- کیا کہا موت، بدشگونی کرتی ہو، کیا موت کے تصور سے ہم لطف و سرور کے لمحات ضائع کر دیں۔

بیوی :- آپ کو یہ لطف و مسرت کے لمحے سکون بخش نظر آرہے ہیں اور میری نگاہ میں موت کی تلخی اور اس کے بعد آزادی، بے حیائی کے بدلے آسمان سے باتیں کرتی ہوئی آگ کی لپٹیں، اور لرزا دینے والی سزائیں پھر رہی ہیں، آہ وہ آدمی کتنا بداندیش ہے جو چند لمحوں کی مسرت کے آگے طویل عذاب کو نظر انداز کر دے۔

شوہر :- تمھارے وعظ سے میں اکتا گیا ہوں، چلنا ہو تو چلو۔

بیوی :- میں بڑا خطرہ نہیں مول سکتی۔

شوہر :- اچھا یاد رکھو، میری نافرمانی سے تمھارا انجام اچھا نہ ہوگا۔

بیوی :- خدا کی نافرمانی سے آپ کا انجام برا ہوگا۔

شوہر :- تمھاری دنیا میرے ہاتھ ہے، تم اپنا نقصان کر رہی ہو۔

بیوی :- میری آخرت خدا کے ہاتھ ہے اور وہ دنیا سے ہزار گنا بڑھ کر ہے۔

——— اور پردہ گر جاتا ہے ———

(صفحہ ۲۷ سے آگے) تو معاف ہے لیکن دوسری معاف نہیں۔

(۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ غیر محرموں میں ناز و انداز سے اترا کر چلنے والی عورت قیامت کے دن ایک تاریکی کی مانند ہوگی جس میں ذرا بھی نور نہ ہوگا۔

(۸) حدیث قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ بد نگاہی ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے پس جو شخص میرے خوف سے (بد نگاہی سے) بچتا ہے میں اس کے بدلے اس کو ایسا ایمان عطا کرتا ہوں جس کی حلاوت وہ اپنے قلب میں محسوس کرتا ہے۔

مذکورہ آیات قرآنی اور ارشادات رسول سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا اجنبی مردوں سے پردہ کرنا نہایت ضروری ہے اور بے پردگی وغیرہ مردوں سے باہم اختلاط اور محفلوں اور مجلسوں میں بے تکلف میل جول، ہنسنا بولنا جائز نہیں اور نہ کسی عورت کا بدون ضرورت گھر [illegible]

حضرت خواجہ باقی باللہؒ

چند صفات

مولانا نسیم احمد فریدی

جس زمانہ میں لاہور میں قحط کا دور دورہ تھا حضرت خواجہ باقی باللہؒ اس وقت لاہور میں مقیم تھے مخلوق کی بھوک اور فاقوں سے متاثر ہو کر حضرت خواجہ نے چند روز تک کھانا تناول نہیں فرمایا ان دنوں جس وقت حضرت کے سامنے کھانا حاضر کیا جاتا تو فرماتے کہ یہ انصاف کی بات نہیں ہے کہ لوگ گلی کوچوں میں تڑپ تڑپ کر جان دے رہے ہوں اور میں کھانا کھاؤں بالآخر تمام کھانا بھوکوں کو بھجوا دیتے اور خود بھوک اور فاقے میں بسر کرتے تھے۔

آپ کی شفقت انسانوں سے گزر کر حیوانات تک پر بھی، کہتے ہیں کہ ایک رات آپ تہجد کیلئے اٹھے، سردی کا زمانہ تھا، ایک بلی آپ کے لحاف میں آکر سو گئی تہجد سے نمٹ کر پلنگ پر دیکھا کہ بلی آرام کر رہی ہے، سخت جاڑے کے موسم میں آپ نے صبح تک سردی برداشت کی اور بلی کے جگانے پر آپ کی طبیعت راضی نہ ہوئی۔

تحمل و بردباری:- ایک جوان حضرت خواجہؒ کا ہمسایہ تھا، ہمیشہ فسق و فجور اور منکرات کا ارتکاب کرتا رہتا تھا، اور طرح طرح کی شرارتیں اس سے ظاہر ہوتی تھیں حضرت والا اس کی حرکات ناشائستہ کا تحمل فرماتے تھے۔ ایک روز خواجہ حسام الدین کے اشارے پر کوتوال شہر نے اس بدمعاش کو گرفتار کر کے جیل خانہ بھیجدیا۔ جب یہ خبر حضرت خواجہؒ نے سنی تو خواجہ حسام الدین کو بلا کر اس کارگزاری پر ناراضگی کا اظہار فرمایا خواجہ حسام الدین نے عرض کیا حضرت وہ تو بڑا فاسق و فاجر شخص ہے۔ یہ سن کر حضرت خواجہ نے ایک آہ سرد کھینچی اور فرمایا۔ ہاں بھائی جب تم اپنے کو صالح باصفا اور اہل خیر پاتے ہو تم کو وہ شخص فاسق اور شریر نظر آیا ہم تو اپنے کو کسی طرح اس سے ممتاز اور بالا نہیں سمجھتے ہم کیسے اس کے نقصان کے درپے ہوں، یہ فرما کر کوشش کر کے اس شخص کو جیل خانہ سے رہا کرا دیا۔

احتیاط و تقویٰ:- اکل حلال کا بڑا خیال تھا حتیٰ کہ اس بات کی سخت تاکید تھی کہ پکانے والا باوضو اور پکاتے وقت دنیاوی باتوں میں مشغول نہ رہے یہ فرمایا کرتے تھے کہ جو لقمہ بے احتیاط کھایا جاتا ہے اس کے کھانے سے ایسا دھواں پیدا ہوتا ہے جو مجازی فیض کو بند کر دیتا ہے۔

زہد و استغناء:- عبدالرحیم خانخاناں جو کہ درویشوں سے عموماً اور حضرت خواجہؒ سے خصوصیت کے ساتھ عقیدت رکھتا تھا اس نے جب یہ سنا کہ حضرت والا سفر حجاز کا عزم رکھتے ہیں تو ایک لاکھ روپے کی گرانقدر رقم آپ کی اور درویشوں کی زادراہ کے سلسلہ میں پیش کی اور یہ عرض کیا کہ اس کو قبول فرما کر میرے اوپر احسان فرمائیں آپ نے جب یہ سنا تو اپنا چہرہ پھیر لیا اور فرمایا کہ ہمارے حج کو جانے کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ ہم مسلمانوں کا اتنا روپیہ بے دریغ برباد کریں الغرض آپ نے وہ رقم قبول نہیں فرمائی اور واپس کر دی۔

لباس، طعام، مکان:- لباس طعام، مکان میں بے تکلفی تھی اگر کئی دن تک ایک غیر مرغوب کھانا آپ کے پاس آتا رہا تو یہ نہیں فرمایا کہ دوسرا لایا جائے جو حاضر ہوتا تھا وہ تناول فرما لیتے تھے۔ بدن شریف پر کپڑے میلے ہو جاتے تو یہ نہ فرماتے کہ اور کپڑے لائے جائیں انہیں کپڑوں میں گزارا لیتے تھے مکان کا یہ عالم تھا کہ وہ تنگ و تاریک تھا اگر وہ شکستہ ہو جاتا تھا تو اس کی تعمیر کا کوئی خاص اہتمام نہ فرماتے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

سائنس کی دنیا

رصدگاہیں

سیّدہ مریم حسینی

رصد گاہوں کی ابتدا عہد گزشتہ کی قدیم قوموں مثلاً بابل، کلانی اور فنیقی اقوام میں ستاروں کی حرکات اور رفتار پر غور و فکر کرنے سے ہوئی۔ سسلی کا ایک مورخ ربودورس نامی کہتا ہے کہ بابل میں (بیلوس) کی عبادت گاہ ستاروں کے مطالعے کے لئے بنائی گئی تھی اور قدیم چینی تاریخی نوشتے یہ بتاتے ہیں کہ (GNOMON) دھوپ گھڑی شہنشاہ (یان) کے دور ۲۳۰۰ سنہ قبل مسیح میں سورج کی بلندی کی پیمائش کا ایک آلہ تھا۔

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کا کہنا ہے کہ فلکی رصد گاہوں کی ابتدا مشرقی اور مغربی ایشیا میں ہوئی، اور سب سے پہلی رصد گاہ اسکندریہ میں افلاطون کے عہد ۳۰۰ ق م میں تعمیر کی گئی۔

ستاروں کے مطالعہ کی سب سے قدیم معلومات وہ ہیں، جن کو یونانی ماہر فلکیات (ہیبارخوس) نے ۱۳۰ ق م جزیرہ (رودس) میں فلکیاتی تجربات کر کے جمع کیا تھا اس کے بعد اسکندریہ میں بھی یہی تجربات کئے گئے۔

اس آغاز کے تین سو سال بعد ۱۵۰ء میں بطلیموس نے ستاروں کی ایک فہرست بنائی یقین سے نہیں کہا جا سکتا ہے کہ فہرست اس نے خود اپنے تجربات کی روشنی میں تیار کی تھی۔ یا گزشتہ رصد گاہوں سے اخذ کی تھی۔

ان ابتدائی تجربات کے سیکڑوں سال بعد مغربی ایشیا میں اس وقت جب کہ عباسی خلیفہ مامون کے زمانہ میں دمشق و بغداد میں رصد گاہیں قائم کی گئیں، پھر نئے سرے سے تجربات کئے جانے لگے، خلیفہ عباسی مقتدی باللہ (متوفی ۱۰۹۴ء) کے زمانہ میں نظام الملک ابو علی طوسی نے ملک شاہ سلجوقی کے نام پر ایک رصدگاہ قائم کی۔ اور نصیر الدین محمد بن عبداللہ طوسی نے ایک شہر مراغہ کے ایک قبہ نما عمارت میں ایک رصدگاہ اور ایک لائبریری قائم کی[۹۱]۔ یہ رصدگاہ بہت بڑی اور بہت مشہور تھی۔ اور اس میں باریک آلات موجود تھے۔ اس رصدگاہ کی معلومات کا تحقیق اور دقیقہ بینی میں بڑا شہرہ تھا اور قرون وسطیٰ میں یورپ نے اس سے سہارا لیا تھا[۹۲]۔

ہلاکو نے ۶۵۶ھ (۱۲۵۸ء) آذربائیجان کے شہر مراغہ میں ایک رصدگاہ بنوائی، اور شہر سمرقند میں تیمور لنگ کے ایک پوتے امیر الغ بیگ نے ہلاکو کی رصدگاہ سے زیادہ بڑی رصد گاہ بنوائی[۹۳]۔

تاریخ بخاری کے مولف نے (ترجمہ احمد محمد ساداتی) (آرمینوس وامبری) الغ بیگ کی رصدگاہ کے بارے میں لکھا ہے، کہ مطلع السعدین کے مولف عبدالرزاق نے اس رصدگاہ کے بارے میں بڑے جذبہ و جوش سے ان مختلف آلات کا تذکرہ کیا ہے جن کی انہوں نے وہاں زیارت کی تھی بعض آلات زمین کی پیمائش، بلند مقامات کی تعیین اور طول بلد و عرض بلد لائنوں کو معلوم کرنے کے لئے خاص طور پر تیار کئے گئے تھے مولف کتاب اپنے تاثرات اور حیرت و استعجاب کے بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں پا رہے ہیں جب انھوں نے آسمانی کرات کا مطالعہ کیا اور یہ دیکھا کہ ستارے اور سیارے اپنی راہوں پر مکمل تنظیم کے ساتھ رواں دواں ہیں اور انھوں نے وہ نقشے دیکھے، جو کمال دقت کے ساتھ ہر ملک کی تصویر پر مشتمل تھے جس میں ٹیلے، صحرا، اور ندیاں دکھائی گئی تھیں۔ لوگ اس رصدگاہ کی زیارت کرتے تھے اور اس کو

[۹۱] ابن کثیر ج ۱۳ ص ۲۶۸۔ [۹۲] الموسوعۃ المیسرۃ ص ۱۶۸۲۔ [۹۳] السلوک مولفہ مقریزی ج ۱ ص ۴۲۰